بنگہ دیش کا سندربن

یہ کہانی اس وقت کی ہے جب سات سالہ لیلہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بنگلہ دیش میں رہتی تھی۔ لیلہ کو کتابیں پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ ایک دن اسے اپنے بابا کی میز پر رکھی ایک بڑی کتاب نظر آئی، جس پر سبز اور سُنہری الفاظ میں 'سندر َبن' لکھا ہوا تھا۔ کتاب کے اندر کئی جانوروں کی تصویریں تھیں جو سب کے سب ایک بڑے، گھنے جنگل میں نظر آرہے تھے۔ جانوروں میں ہرن تھے جن کے سرخی مائل بھورے رنگ پر ننھے ننھے سفید داغ تھے۔ کچھوے ، سانپ اور بندر تھےِ اور ایک مگرمچھ بھی تھا ۔ ان کے علاوہ طرح طرح کے پرندے تھے۔

ایک صفحے پر لیلہ کو ایک بہت بڑا اور خوبصورت شیر نظر آیا۔

"بابا، بابا" لیلہ نے باپ کو آواز دی، اور اُنہیں تصویر دکھلائی۔

بابا تصویر دیکھ کر مسکرائے۔ " یہ شیر، بنگال ٹائیگر کہلاتا ہے۔ دیکھو تو سہی، کس قدر شان دار جانور ہے۔ تبھی اسے روئل بنگال ٹائیگر بھی کہتے ہیں، یعنی شاہی بنگال ٹائیگر۔ اور یہ جو جنگل ہے جس میں یہ سب، اور دوسرے بھی بہت سے جانور رہتے ہیں اس کا نام ہے سُندر بن۔ تمھاری امی اور میں یہ کتاب پڑھ رہے تھے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم تمہیں لے کر سندربن کی سیر پر چلیں۔"

" مگر وہ شیر ۔ ۔ ؟" لیلہ کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔

"وہ تو رات کو نکلتا ہے اور شکار کرتا ہے۔ مگر ہاں ، صبح تڑکے اور مغرب کے وقت بھی اکثر نکل آتا ہے۔ خیر ہم تو دن میں جائیں گے اور مغرب سے پہلے لوٹ آئیں گے۔"

لیلہ کا منہ لٹک گیا۔ وہ بولی "مگر پھر ہم شیر کو کیسے دیکھیں گے ؟"

بابا ہنس دئیے۔ "بھئی یا تو تم اسے دیکھو گی یا نہیں دیکھو گی؟" وہ بولے، مگر پھر کچھ سوچ کر اُنہوں نے کہا "ہو سکتا ہے کہ شیر ہمیں نظر آہی جائے۔"

دوپہر کو لیلہ نے اپنی سب سے اچھی دوست نیلو کو فون کیا، اور اُسے بتایا کہ وہ اور اس کے والدین سندر بن جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ کیا پتہ شاید وہاں بنگال ٹائیگر بھی اُنہیں نظر آجائے۔

نیلو بولی "ہم بنگالی میں شیر کو باگھ کہتے ہیں۔ مگر لیلہ ، جب ہم سندر بن کے قریب پہنچتے ہیں تو باگھ کا نام کبھی نہیں لیتے۔ کیونکہ اگر تم نے باگھ کہہ دیا تو وہ فوراً آجائے گا اور تمہیں دیکھہ لے گا۔ اور پتہ ہے، باگھ بہت اچھا تیراک ہے۔ وہ چار میل تیر کر بھی نہیں تھکتا۔"

یہ سن کر لیلہ ڈر گئی۔ فون رکھتے ہی وہ اپنے ماں باپ کے پاس بھاگی جو سندر بن جانے کے بارے میں بات کر رہے تھے۔

"بابا، اماں،" وہ چلائی۔ آپ کو معلوم ہے نیلو بتا رہی تھی کہ سندربن میں یا اس کے راستے میں ہمیں شیر کا نام 'باگھ ' نہیں لینا چاہیے۔ ورنہ وہ فوراً وہاں پہونچ کر ہمیں کھا جائے گا۔"

یہ سُن کر بابا نے قہقہ لگایا ۔مگر اماں نے مسکرا کر بیٹی کو پیار کیا، اور بولیں "بیٹی، نیلو تمہیں پوری کہانی سنانا بھول گئی۔ وہ یہ ہے کہ اگر تم شیر کا نام نہ لو، یعنی باگھ نہ کہو بلکہ اسے ماموں کہہ کر یاد کرو، تو وہ تمہیں کچھہ نہیں کہے گا۔ "

" عافیہ تم جانتی ہو کہ یہ بات بالکل غلط ہے!"۔ ابا اپنی بیوی سے مخاطب ہوکر بولے۔ " اور سنو لیلہ، اگر ایک پیاری سی گائے بھوکے شیر سے کہے "مو مو ماموں!" تو بھی بھوکا شیر ضرور اسے کھا جائے گا۔ یہ کہانیاں جو تم سن رہی ہو' وہ لوگ یونہی ، اپنی دلچسپی کے لیے گڑھہ لیتے ہیں۔ اگر تمہیں کسی چیز سے ڈر لگے تو اس کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرو۔ اس طرح تمہیں اپنی حفاظت کرنا آجائے گا اور ڈر بھی نہیں لگے گا۔ "

بنگال میں سردیاں زیادہ سرد تو نہیں ہوتیں مگر خوشگوار ہوتی ہیں۔ چنانچہ اتوار کو جب وہ صبح صبح سندر بن کی سیر کو نکلے تو موسم سہانا تھا۔ سورج کی نئ نئ کرنوں نے آسمان پر سرخ اور سنہری رنگ گھول دیا تھا۔ سُندر بن ایک گھنا اور بڑا جنگل ہے، جس کے درختوں کی جڑیں ملے جلے خلیجِ بنگال کے نمکین ، دریا کے سادے پانی اور ساحل پر پھیلی ہوئی ہیں۔

اماں نے جنگل کی طرف اشارہ کر کے لیلہ کو بتایا " یہ درخت مین گروئو کہلاتے ہیں۔ شہد کی مکھیاں یہاں شہد بناتی ہیں۔ وہی شہد جو تم گھر

میں شوق سے کھاتی ہو۔"

لیلہ بہت شوق سے جنگل کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ان جانوروں کی تلاش میں تھی جن کی تصویریں کتاب میں دیکھ چکی تھی۔ لیکن اب تک اسے صرف پرندے نظر آئے تھے۔ اچانک اُسے اور بھی کچھہ نظر آیا۔ لیلہ نے آواز دی "آماں، بابا، دیکھئے! بندر اپنے بچے کو پیٹھ پر بٹھائے لیے جارہا ہے۔

لیلہ کے ماں باپ اپنی اپنی دوربین سے اُدھر دیکھنے لگے جِدھر لیلہ نے اِشارہ کیا تھا۔

" معلوم ہوتا ہے بندر کے بچے کو بہت مزہ ا آرہا ہے۔ بالکل انسانوں کے بچوں کی طرح" اماں نے مسکراتے ہوے کہا۔ بابا نے اپنی دوربین لیلہ کو بڑھائی۔ اور بولے " یہ بندر ریسَس کہلاتے ہیں۔ مین گروئو کے جنگلا ت میں یہ بہت پائے جاتے ہیں۔ اچھا ذرا دایئں طرف دیکھو۔ پانی میں وہ لکڑی کا کُنڈا کیسا ہے ؟ "

لیلہ نے دوربین سے دیکھا اور بولی "ہاں مجھے نظر آگیا ۔۔۔مگر بابا وہ لکڑی نہیں ' مگرمچھ ہے !! یہ دیکھیے " اور اس نے دوربین ان کی طرف بڑھائی۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو - وہ مگرمچھ ہی ہے۔ اپنے ناشتے کے لیے مچھلی پکڑنے کی تیاری کر رہا ہے۔ "

"بےچاری مچھلیاں !" لیلہ نے افسوس سے کہا۔

" ارے بھئی سب ہی کچھ نہ کچھ کھاتے ہیں۔ مچھلیاں بھی اپنے لیے شکار کر رہی ہیں۔"

"مچھلیاں کیا کھاتی ہیں؟" لیلہ نے پوچھا۔

مچھلیاں کیڑے مکوڑے کھاتی ہیں، اپنے سے چھوٹی مچھلیاں کھاجاتی ہیں اور مچھر اور مکھیاں بھی۔ اس کے علاوہ وہ مین گروئو کے پانی میں گرے ہوئے سڑے پتے بھی کھاتی ہیں جو ان کے لیے مفید غذا ہے۔ "

دوپہر کے کھانے کا وقت ہوا تو ایک ملاح کھانا لے کر پہنچا۔ اور مسکرا کر بولا "ہمارا چنگڑی مچھلی کا گری تو کھا کر دیکھئے۔"

تینوں مسافروں کو اب کافی بھوک لگ رہی تھی۔ بابا مچھلی اپنی پلیٹ پر ڈال کر ملاح سے بولے "واہ! آپ ناکے انوک دھننا باد" (آپ کا بہت شکریہ)۔ ملاح بولا "ہم سورج نکلنے سے پہلے جھینگے پکڑتے ہیں، بعد میں میں نے سالن پکایا۔ "

اماں نے بھی جھینگے کا سالن چکھا اور مسکرا کر بولیں "میں نے اتنا مزیدار جھینگے کا سالن پہلے کبھی نہیں کھایا۔" ملاح " شکریہ بیگم صاب" کہہ کر خوش خوش چلا گیا۔

دریا کی کئی پتلی شاخیں جنگل کو کاٹتی ہوئی اندر جاتی تھیں۔ جس کشتی میں لیلہ اور اس کے والدین تھے وہ بھی اب ان میں سے ایک شاخ میں مڑ گئی۔

لیلہ بابا کی دوربین لگائے ساحل پر جانوروں کی تلاش میں تھی۔ وہ جتنے ہو سکیں جانور دیکھنا چاہتی تھی مگر اس کو سب سے زیادہ تلاش بنگال ٹائیگر کی تھی۔

اتنے میں بابا نے آواز دی "عافیہ، لیلہ، دیکھو!" وہ دریا کے دوسرے ساحل کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ ماں بیٹی نے اپنی دوربینیں اس طرف موڑیں تو انہیں بہت سے ہرن نظر آئے جن کا رنگ سرخی مائل بھورا تھا اور اُس پر بہت سے ننھے ننھے سفید نشان تھے۔ ان میں سے دو تین ہرن دریا میں منہ ڈالے پانی پی رہے تھے۔ باقی بہت سے گھاس چرنے میں مشغول تھے۔ ہاں ایک ہرن جس کے کئی بڑے بڑے سینگ تھے وہ ساحل پر کھڑا کشتی کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ بڑا ہرن باقی ہرنوں کا محافظ ہے۔

"دیکھو دیکھو لیلہ"، عافیہ بولیں، وہ ہرنوں کا ریوڑ دیکھ رہی ہو؟ ان کا نام چیتل ہے۔ کتنے خوبصورت ہیں نا؟" لیلہ نے ہرنوں کے جُھنڈ کو دیکھا، مسکرائی اور بولی "ایسا لگتا ہے کہ ان پر ستاروں کی بارش ہوئی ہے! "

اماں ہنس دیں۔ بولیں "ٹھیک کہہ رہی ہو۔ خاص طور پر کیونکہ سورج کی کرنوں نے ان کی جِلد کے سفید داغوں میں روشنی بھر دی ہے"۔

اتنے میں ملاح شام کی چائے لے کر آگیا۔

"یہ مصالحہ اور گُڑ کی چائے ہے" وہ بولا' یہ سنتے ہی بابا نے جھٹ چائے کی ایک پیالی یہ کہہ کر اٹھالی "ارے یار اس چائے پر تو میں جان چھِڑکتا ہوں!" اماں نے دوسری پیالی اُٹھائی۔ اس کے بعد ملاح لیلہ سے مخاطب ہوا "بی بی تم چائے پیوگی یا دودھ ؟" لیلہ نے دیکھا کہ ٹرے پر ایک پیالی میں دودھ اور ایک میں چائے رکھی ہے۔ اس نے دودھ اٹھا لیا۔ اور تھوڑا شرما کر بولی "دھنوباد"۔
چائے پینے کے بعد تینوں دوبارہ جانوروں کا سُراغ لگانے میں مشغول ہوگئے۔ کوئی دو گھنٹے بعد ملاح نے انہیں بتایا کہ اب واپس جانا چاہیے کیونکہ مغرب ہونے والی ہے اور شیروں کے جاگنے کا وقت ہوگیا ہے۔ چونکہ کشتی گھنے درختوں کے بیچ دریا کی ایک پتلی سی شاخ پر سے گزر رہی ہے تو اس میں خطرہ
ہے۔

کشتی کو موڑ لیا گیا، اور اب اس کا رُخ شہر کُھلنا کی طرف تھا جہاں سے وہ چلے تھے۔

اتنے میں عافیہ جو دوربین آنکھوں سے لگائے ہوئے تھیں، بولیں "یہ کیا چیز پانی میں بہتی چلی جارہی ہے؟ ایسا لگتا ہے جیسے کسی جانور کا چہرا ہو!" یہ کہہ کر انہوں نے دوربین بابا کو پکڑا دی۔

بابا نے اس 'چیز' کو دیکھا، اور پھر اُسے غور سے دیکھنے لگے۔

اتنے میں ملاح بھاگتا ہوا آیا اور بابا سے بولا "دیکھو دیکھو پانی میں۔ شیر تیرتا ہے۔"

پانی میں تیرتی ہوئی وہ 'چیز' شیر کا چہرا تھی۔ شیر کا باقی جسم پانی میں نظروں سے اوجھل تھا، البتہ تیرنے کے دوران جب اس کے اگلے پیر پانی کے اوپر آتے تو کبھی کبھی نظر آجاتے۔ بنگال ٹائیگر بڑی تیزی سے تیر رہا تھا۔ بلا شبہ اس کی شاہی طبیعت کسی ایسے جاندار پر آگئی تھی جس کے شکار پر اس وقت اس کی پوری توجہ مرکوز تھی۔

شیر دیکھہ کر لیلہ کو تسکین ہوئی۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا تو اس نے دوربین پیچھے جاتے ہوئے جنگل کی طرف موڑ لی۔ کچھہ دیر بعد وہ بولی "سُندربن تم کتنے حسین جنگل ہو! " اور یہ کہہ کر اس نے اپنا سر ماں کی گود میں رکھہ لیا اور لیٹ گئی۔ وہ بہت تھک چکی تھی۔

اماں نے اس کا سر تھپتھپایا اور بولیں " لیلہ تم نے تو 'سندر بن' کا ترجمہ کردیا۔ جانتی ہو 'سندر بن' کے معنی کیا ہیں؟ 'حسین جنگل'۔

آمنہ اظفر

****